رسول الله ﷺ قال: فكان يؤمنا جالسا و نحن جلوس'' [قال العراقی : اسنادہ صحیح ۔ فتح الباری ۲/۲۰۶]

۳۔امام قوم کا شفاعتی ہوتا ہے۔جبکہ رسول اللہ ﷺ کسی امتی کی شفاعت کے محتاج نہیں۔

جواب: دراصل امام قوم کے ان افراد کا شفاعتی ہوتا ہے جو اس کے محتاج ہوں۔ [فتح الباری ۲/۲۰۶]

{3} امام احمدؒ، ابن خزیمہؒ، ابن المنذرؒ اور ابن حبانؒ وغیرہ نے دونوں حدیثوں کو الگ الگ حالات پر محمول کیا ہے:

(۱) اگر مقرر امام کسی ایسے مرض کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے، جس میں زوالِ علت کی امید ہو تو لوگوں کو اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہے، اور کھڑے ہو کر بھی۔

(۲) اگر مقرر امام کھڑے ہو کر نماز شروع کرے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر ہی نماز پوری کرنا چاہیے، اگر چہ امام کسی عذر سے بیٹھ کر اپنی نماز مکمل کرے۔

شوکانیؒ کہتے ہیں: اس جمع کی تائید اس اصول سے ہوتی ہے کہ جمع، نسخ پر مقدم ہے۔ نیز نسخ کے قول پر دو مرتبہ نسخ لازم آتا ہے: ایک تو اس اصول کا نسخ کہ صاحب استطاعت کے لیے فرض نماز میں قیام رکن ہے، اسے اقتدائے امام کے موقع پر منسوخ کیا۔ پھر امامِ قاعد کے پیچھے بیٹھنے کے حکم کو دوبارہ منسوخ کر دیا۔ اور یہ بعید ہے۔ آپؒ کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بعض طرق میں ہے: **''انه ﷺ اشار اليهم بعد الدخول فی الصلاة''** [نیل الاوطار]

ترجیح:

خاکسار کو اس مسئلے میں پہلا قول ہی راجح محسوس ہوتا ہے۔ واللہ أعلم

اس مسئلے میں مزید تحقیق کے لیے: الدسوقی ۱/۳۲۸، الخطاب ۲/۱۹۷، جواہر الإکلیل ۱/۷۸، کشاف القناع ۱/۴۷۷، المغنی ۲/۲۲۳، ابن عابدین ۱/۳۹۶، الهداية مع الفتح ۱/۳۲۱ ، مغنی المحتاج ۱/۲۴۰ اور الموسوعة الفقهية ۶/ ۳۴-۳۵ ، ۳۴/۱۰۹ وغیرہ سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔ **(عبدالوهاب خان)**

اصلاح عقیدہ قسط: ۱۱

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقیؒ

عبادات کے اندر اوقات اور کیفیات کا تعین کرنا بدعت ہے:

شرعی تعلیمات کی روشنی میں کسی چیز کو "**بدعت**" قرار دینے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ چیز بذاتِ خود بُری اور مخالف شریعت ہو۔ بلکہ وہ اہم عبادات واذکار جن کے طریق ادائیگی، مقدار اور اوقات کو شریعت اسلامیہ نے مطلق چھوڑا ہے، ان میں خود ساختہ قیود لگانا یا ان کی کیفیت تبدیل کرنا یا ان کے لیے خود ساختہ اوقات متعین کرنا بھی شرعی اصطلاح میں "بدعت" ہے۔

اس قسم کی خود ساختہ تعیین پر "بدعت" کا حکم ثابت کرنے کے لیے شریعت میں ان کا عدم ثبوت ہی کافی ہے، لیکن ایسی خود ساختہ تعیین کی حرمت نص شرعی سے بھی ثابت ہے۔ حضرت ابوھریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " **لاتختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام ، الا أن يكون في صوم يصومه احدكم.**" [مسلم كتاب الصيام حديث (١٤٧) ٨/ ١٨ ، مسند احمد ٦/ ٤٤٤] " مسلمانو! عام راتوں میں سے جمعۃ المبارکہ کی رات کو قیام اللیل (تہجد) کے لیے خاص نہ کیا کرو اور عام دنوں میں سے جمعۃ المبارکہ کے دن کو (نفلی) روزے کے ساتھ مختص مت کرو، مگر کوئی ایسا روزہ ہو تو رکھ لے جو وہ باقاعدہ رکھا کرتا ہو۔" یعنی کوئی مسلمان ہر ماہ کسی خاص تاریخ کو روزے رکھنے کی عادت رکھتا ہو مثلاً ہر اسلامی مہینے کی ابتدائی، درمیانی یا آخری تاریخ کو نفلی روزہ رکھنے کی عادت بنا لے یا نذر مان لے اور کبھی اس تاریخ کو جمعۃ المبارکہ کا دن آئے تو اس روزے کو جمعے کی وجہ سے ملتوی نہ کرے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کی فضیلت نماز جمعہ کی وجہ سے ہے۔☆ محض اس فضیلت کی وجہ سے اس رات کو نفل نماز کے لیے اور دن کو

☆ نماز جمعہ قائم کرنے والا جمعہ کی فضیلتوں کو حسب توفیق سمیٹتا ہے۔ بروقت غسل کر کے جمعہ پڑھنے کے لیے جانے والا اونٹ کی قربانی کا، پھر گائے، پھر دنبے، پھر مرغی پھر انڈے کا اجر پاتا ہے۔ [بخاری كتاب الجمعة باب ٤ فضل الجمعة (٢/ ٤٢٥)، باب ٣٧، (٢/ ٤٨٢)، مسلم جمعه حديث ١٠ (٦/ ١٣٣ ـ ١٣٦، ١٣٩)] "جو اچھی طرح غسل کر کے تیل، عطر وغیرہ سے مزین ہو کر آئے، دو بھائیوں کے بیچ نہ گھسے، حسب موقع نماز پڑھے پھر خاموشی سے خطبہ سنے، اس کے پچھلے ہفتے کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔" [بخاری جمعه باب ٦ (٢/ ٤٣١)، باب ١٩ (٢ / ٤٥٦) عن سلمان ـ وزاد مسلم عن ابی هر" فضل ثلاثة ايام" حديث ٢٧ـ٢٨ (٦/ ١٤٦)] اس مبارک دن میں قبولیت دعا کی مخصوص گھڑی بھی ہے۔ [بخاری ، الجمعه باب ٣٧ (٢/٤٨٢)، ←